حضور رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم

پر ایمان لانے کے بعد اُمت کے ذمے آپ کا

سب سے اہم حق

اطاعت و اتباع

قرآن کی روشنی میں

مفکرِ اسلام ضیاءُ الامّت پیر محمّد کرم شاہ الازہری،

رحمۃ اللہ علیہ

مُرتبہ:

حافظ محمّد اشرف مجدّدی مدظلہ

ناشر:

شُعبہ نشر و اشاعت

مدینۃُ العِلم جامعہ مجدّدیہ

نُور آباد ــــ فتح گڑھ ــــ سیالکوٹ

سلسلہ اشاعت نمبر ۴

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مولای صل و سلم دائما ابدا
علی حبیبک خیر الخلق کلھم

معزز قارئین! مدینۃ العلم جامعہ مجددیہ کے شعبہ نشر و اشاعت کی طرف سے عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے موقع پر دورِ حاضر کے عظیم مفکر و مفسر نباض عصر ضیاء الامت پیر محمد کرم شاہ صاحب الازہری رحمۃ اللہ علیہ کی ایک جاندار تحقیق آپ کی خدمت میں پیش کرنے کی سعادت حاصل ہو رہی ہے اس کو شائع کرنے کا مقصد اصلاحِ احوال ہے۔

حضور علیہ الصلاۃ والسلام کی سُنّت مطہرہ کی پیروی ہی اصل اسلام ہے اور آپ کی اطاعت ہی آپ سے عشق و محبت کی دلیل ہے۔ آپ کی اطاعت و اتباع کے بغیر صرف دعویٰ محبت بے مقصد اور بے جان لاشہ کی مانند ہے۔

اللہ تعالیٰ نے اس اُمت کو حضور رحمۃ للعالمین جیسی عظیم نعمت عطا فرما کر احسانِ عظیم فرمایا۔ اس بے عیب نبی اور ان گنت اوصافِ حمیدہ سے متصف رسول کا قول و کردار ہی ہدی للناس ہے، اور اس قابل ہے کہ زندگی کے ہر شعبہ میں اس سے راہنمائی حاصل کی جاتے۔

بحیثیتِ فرد بھی اور بحیثیت قوم بھی ہمارا فرض ہے کہ عبادات معاملات یا دیگر اسلامی تہواروں میں ہم کسی حال میں بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سُنّت سے منہ نہ موڑیں۔ عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم کی آمد آمد ہے، لیکن کتنے دُکھ کی بات ہے کہ اس موقع پر جلوسوں اور میلاد شریف کی محفلوں میں کئی ناجائز اور خلافِ سُنّت اعمال و رُسومات کو ہم نے شریعت کا درجہ دے رکھا ہے، پہاڑیوں، ناچ گانوں جیسی خرافات اور دیگر مکروہ افعال کو اس پاکیزہ عید کا حصّہ بنا لیا ہے، اتباعِ سُنّت

کی دھجیاں بکھیر کر ہم اپنے دشمن شیطان کو راضی کر رہے ہیں، حالانکہ یہ موقع اطاعتِ رسول کے ذریعے رحمان کو راضی کرنے کا ہے۔

علماء و اصفیاء جو انبیاء کے وارث کہلاتے ہیں ان پر بھاری ذمہ داری عائد ہوتی ہے کہ اتباعِ سنّت کی ترویج اور غلط رسومات کو جڑ سے اکھاڑ پھینکنے کے لیے انفرادی اجتماعی طور پر بھرپور کوشش کریں۔ یہ فرمانِ رسول صلّی اللہ علیہ وسلّم امّت کے ہر فرد کو اس کی ذمہ داری یاد دلا رہا ہے:

مَنْ رَّاٰی مِنْکُمْ مُّنْکَرًا فَلْیُغَیِّرْہُ بِیَدِہٖ، فَاِنْ لَّمْ یَسْتَطِعْ فَبِلِسَانِہٖ، فَاِنْ لَّمْ یَسْتَطِعْ فَبِقَلْبِہٖ فَذٰلِكَ اَضْعَفُ الْاِیْمَانِ۔ (ترجمہ) تم میں سے کوئی برائی دیکھے تو اسے اپنے ہاتھ سے روک دے اگر اس کی طاقت نہیں ہے تو زبان سے روکے، اور اگر اس کی استطاعت نہیں تو دل میں برا جانے، یہ ایمان کا کمزور ترین مرتبہ ہے۔

بروزِ قیامت کُلُّکُمْ رَاعٍ وَّکُلُّکُمْ مَسْئُوْلٌ عَنْ رَّعِیَّتِہٖ (تم سب ذمہ دار ہو اور تمہیں اپنی اپنی رعیت کے بارے میں سوال ہوگا) کے تحت ہر ایک سے باز پرس ہوگی۔

برادرانِ اسلام! آئیے اس مضمون کا گہری نظر سے مطالعہ کریں اور اپنی بقیہ زندگی اتباعِ سنّت اور اطاعتِ رسول میں بسر کرنے کا عہد کریں تاکہ دنیا اور آخرت کی لاتعداد نعمتوں اور برکتوں سے مستفیض ہو سکیں۔

بارہ ربیع الاول کو وہ آیا دُرِّ یتیم
ماہِ نبوّت مہرِ رسالت صاحبِ خُلقِ عظیم

Marfat.com

اتباعِ سُنّتِ نبوی کے قرآنی دلائل

قرآنِ حکیم میں ایسی بے شمار آیتیں ہیں جن میں علیم وخبیر خدا نے اپنی مخلوق کو اپنے اس برگزیدہ بندے اور مقبول رسول ؐ کی غیر مشروط اطاعت کا حکم دیا ہے اور بارہا تنبیہہ بھی فرمائی ہے کہ جس نے اس کی فرمانبرداری سے انحراف کیا وہ اپنے پروردگار کا باغی ہے۔ اس کے انعامات سے محروم اور اس کے غضب وعذاب کا سزاوار ہے چند آیات ملاحظہ ہوں :۔

پہلی اور دوسری دلیل

(۱) قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ وَ يَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ○ (۲) قُلْ اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَاِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الْكٰفِرِيْنَ ○ (آل عمران)

ترجمہ :۔ (اے میرے رسول) تم فرماؤ ! اگر تم محبت رکھتے ہو اللہ کی تو میری راہ چلو تاکہ محبت کرے تم سے اللہ اور تمہارے گناہ بخش دے اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔

(اے میرے رسول) تم فرماؤ حکم مانو اللہ کا اور رسول کا۔ پھر اگر وہ اعراض

کریں تو اللہ کو کافروں سے محبت نہیں ہے۔

یہ ہے قرآن پاک کی آیات بینات کا اعجاز کہ ان کے سامنے شک وارتیاب کے بادل چھٹ جاتے ہیں اور حقیقت اپنی تمام رعنائیوں کے ساتھ بے نقاب ہو جاتی ہے۔ ان دو آیتوں پر غور کیجئے کہ اللہ تعالیٰ کیا فرماتے ہیں، ارشاد ہے :۔

وہ لوگ جو میرے محبوب رسول کا اتباع نہیں کرتے، اس کے نقشِ پا کو اپنا خضرِ راہ نہیں بناتے اور اس کے ارشادات کے سامنے سَمِعْنَا وَاَطَعْنَا کہتے ہوئے سرِ تسلیم خم نہیں کر دیتے اور پھر کہتے ہیں کہ اے رب! ہمارے دل تیری محبت سے سرشار اور سینے تیرے نورِ عشق سے معمور ہیں۔ وہ جھوٹے ہیں' ان کا تو مجھ سے دور کا بھی واسطہ نہیں۔ اگر واقعی انہیں مجھ سے اُلفت ہے تو میرے رسول ؐ کا اتباع کریں۔ اس کا نتیجہ یہ ہو گا کہ میں بھی ان سے محبت کرنے لگوں گا یعنی پہلے وہ صرف محب تھے اور اس دعوئے محبت کی صداقت پر ان کے پاس کوئی دلیل بھی نہیں تھی۔ لیکن جب میرے رسول ؐ کی غلامی کا شرف انہیں حاصل ہو جائے گا، تو ان کا دعوٰی محبت بھی مسلّم اور انہیں خلعتِ محبوبیت بھی مبارک!

محبوبیت حقیقت میں خدا اور رسول کی اطاعت وفرمانبرداری میں پختگی اور ثبات کا نتیجہ ہے اسی حقیقت کی طرف تو حضرت علامہ اقبال علیہ الرحمۃ نے اپنے اس شعر میں اشارہ کیا ہے ؎

چوں تمام افتد، سراپا ناز، می گردد نیاز ‎ ‎ قیس رالیلی همے نامند در صحرائے من

محبتِ الٰہی کی وضاحت

اس آیتِ کریمہ میں تُحِبُّوْنَ اللّٰہَ اور یُحْبِبْکُمُ اللّٰہُ کے الفاظ میں محبت کا جو ذکر کیا گیا ہے۔ اس پر اگر مزید غور کیا جائے تو حقیقت یوں اجاگر ہو جاتی ہے کہ

Marfat.com

پھر کسی کو مجالِ انکار نہیں رہتی۔

محبّت کیا ہے؟ بندے کی محبت اللہ تعالیٰ سے کیسی ہوتی ہے؟ اور اللہ تعالیٰ کی محبت اپنے بندے سے، کا کیا معنی ہے؟

محبت کہتے ہیں اُس کشش اور میلان کو جو دل میں کسی باکمال ہستی کی طرف پیدا ہوتا ہے خواہ وہ کمال جمالِ معنوی ہو یا صوری، حسنِ ظاہری ہو یا حسنِ سیرت وشمائل اور یہ جذبہ اسے اس ہستی سے قریب تر ہونے کے لئے بیتاب رکھتا ہے۔

بندہ جب یہ سمجھ لیتا ہے کہ گلستانِ حسن وخوبی کی ہر پتی اور ہر کلی پر اس ذات احدیت کا جمال جلوہ طراز ہے اور آنکھ جو کمال کہیں اور کسی شکل میں دیکھتی ہے اس کا سرچشمہ وہی ذاتِ صمدیت ہے تو اس کے عشق ومحبت اور اجلال واحترام کی محرابوں کے مصنوعی صنم پاش پاش ہوجاتے ہیں اور اس کے ان تمام جذبات کا مرکز صرف ایک وہی ذات رہ جاتی ہے، اس کا یہ جذبہ کیونکہ ایجابی ہوتا ہے اس لئے اپنے محبوبِ حقیقی کی عبادت اور اطاعت میں عملی طور پر ظاہر ہوتا ہے۔

جذبِ نہاں کی اسی نمود اور ظہور کو محبة العبد ﷲ (بندے کی اللہ سے محبت) کے الفاظ سے تعبیر کیا جاتا ہے۔

اگر خلوصِ نیت اور عزم صادق کی زاد لے کر وہ راہِ عشق پر چل نکلے تو بارگاہِ ربُوبیت سے جلد ہی رضی اللہ عنہم ورضوا عنہ (اللہ تعالیٰ ان سے راضی اور وہ اللہ تعالیٰ سے راضی) کی نویدِ جانفزا سامع نواز ہوتی ہے اسی سرفرازی اور پذیرائی کو اللہ تعالیٰ کی اپنے بندے سے محبت کہا جاتا ہے۔

دلِ عاشق میں وصالِ حبیب کے لئے بے قراری کی جو آگ بھڑک رہی ہوتی ہے وہ اسے مجبور کرتی ہے کہ وہ کوئی ایسی صورت نکالے خواہ جان پر ہی کیوں نہ کھیلنا پڑے جس سے وصال میسّر ہو۔ اب اگر اللہ تعالیٰ اپنے عاشقانِ دلفگار کی

Marfat.com

رہنمائی نہ فرمائے تو یہ ناممکن ہے کہ وہ اپنے عقل وفکر کی قوت سے قربِ الٰہی حاصل کر سکیں کیونکہ ان کی عقل کتنی ہی روشن ہو بہر حال محدود ہے۔ ان کا فکر کتنا ہی بلند پرواز ہو بہر حال انسانی فکر ہے اسی لئے رب العٰلمین نے اپنا رسول بھیجا اور تمام دنیا والوں کو بتا دیا کہ اگر میری رضا وقرب کے خواہشمند ہو اور میرے وصال کے طلبگار ہو تو گمان وتخمین کی دلدلوں میں نہ بھٹکتے پھرو بلکہ میرے رسول کا دامن پکڑ لو۔ اس کے بتائے ہوئے طریقے پر میری یاد کرو۔ اس کے سکھلائے ہوئے اسلوب پر میری عبادت کرو۔ اپنے اقتصادی، سیاسی، اخلاقی اور معاشرتی مشکلات کو اس کے ارشادات کے مطابق حل کرو۔

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا ادْخُلُوْا فِی السِّلْمِ كَآفَّةً۪ وَّلَا تَتَّبِعُوْا خُطُوٰتِ الشَّیْطٰنِؕ اِنَّهٗ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِیْنٌ ○ (البقرۃ)

ترجمہ:۔ اے ایمان والو! اسلام میں مکمل طور پر داخل ہو جاؤ اور شیطان کے قدموں پر مت چلو، بیشک وہ تمہارا کھلا دشمن ہے۔

یہی میری رضامندی کے حصول کا واحد ذریعہ ہے اور صرف اسی طرح تمہیں میرا قرب حاصل ہو سکتا ہے۔

اب اگر کوئی محبتِ الٰہی کا مدعی ہونے کے باوجود اللہ تعالیٰ کے نبی کی اطاعت نہیں کرتا یا تو وہ نادان ہے یا وہ اپنے دعوائے محبت میں جھوٹا ہے۔

اسی پر ہی اکتفا نہیں بلکہ اتباعِ نبیٔ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی مزید برکات وخیرات کا بھی ذکر فرمایا کہ

یَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ

کہ اطاعتِ رسول کی برکت سے تمہارے گناہ بخش دیئے جائیں گے۔ تمہاری لغزشوں اور کوتاہیوں پر قلمِ عفو پھیر دی جائے گی۔ یہ تو سب جانتے ہیں کہ قوموں

پر خدائے قہار کا عذاب ان کے گناہوں اور بدکرداریوں کی وجہ سے نازل ہوتا ہے۔ قیامت خیز قحط، ہلاکت آفریں جنگیں اور تباہ کن امراض کے شکنجہ میں قدرت بلاوجہ نہیں کس دیتی بلکہ یہ انسان کی اپنی بداعمالیوں کا طبعی ردِ عمل ہوا کرتا ہے۔

ذٰلِكَ بِمَا قَدَّمَتْ اَيْدِيْكُمْ وَاَنَّ اللّٰهَ لَيْسَ بِظَلَّامٍ لِّلْعَبِيْدِ۝

ترجمہ:- یہ بدلا ہے اسی کا جو تم نے آگے بھیجا اپنے ہاتھوں اور اللہ تعالیٰ اپنے بندوں پر ہرگز ظلم نہیں کرتا۔

لیکن اطاعتِ رسولِ عربی وہ اکسیر ہے جس سے جاں بلب مریض شفایاب ہوجاتا ہے، اس کے اعجاز سے ان قوموں کو تاج سروری عطا کیا جاتا ہے جو قعرِ مذلت میں مدتوں سے پڑی سڑ رہی ہوتی ہیں۔ اسی کے صدقے ان امتوں کو حیاتِ نو اور ذوقِ عمل مرحمت کیا جاتا ہے، جو اپنی سست گامی سے زندگی کی دوڑ میں شکست کھا چکی ہوتی ہیں ؎

تو چناں ہمائی اے جاں کہ بزیرِ سایۂ تو
بکف آورند زاغاں ہمہ خلعتِ ہمائی

ایک قلبِ سلیم کے لئے تو اس روشن دلیل اور واضح برہان کے بعد کسی دوسری دلیل کی ضرورت نہیں لیکن دبیرِ ازل کے قلم معجز نگار نے کیونکہ اس مضمون کو مختلف اداؤں سے پیش فرمایا ہے اس لئے ان سے متمتع ہونا بھی عین سعادت ہے۔

تیسری دلیل

اللہ تعالیٰ سورۃ النساء، پارہ چہارم میں ارشاد فرماتا ہے:

تِلْكَ حُدُوْدُ اللّٰهِ ۭ وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ يُدْخِلْهُ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ۭ وَذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ۝

ترجمہ: یہ اللہ تعالیٰ کی حدیں ہیں اور جو حکم مانے اللہ اور اُس کے رسول کا۔ اللہ اُسے

باغات میں لے جائے گا جن کے نیچے نہریں رواں ہیں اور یہی بڑی کامیابی ہے۔

یہ دنیا دار العمل ہے اور ہمارا عقیدہ ہے کہ قیامت کے روز تمام مخلوقات کو پھر زندہ کیا جائے گا۔ اور ان کے اعمال نیک و بد کا محاسبہ ہوگا۔ اطاعت کیش اور پاکباز جنت کی ابدی نعمتوں سے لطف اندوز ہوں گے اور سرکشوں اور متکبروں کو دوزخ کا ایندھن بنایا جائے گا۔ اس جہاں میں ہمارا مقصد زیست، شوکت و سطوت، جاہ و منصب اور عیش و نشاط کے حصول تک محدود نہیں، گو ہم ان سے دستکش ہونا بھی کفرانِ نعمت سمجھتے ہیں۔ ہمارا عقابِ ہمت اس عالمِ آب و گِل کے کہستانوں میں آشیانہ نہیں بناتا۔ اس کا نشیمن تو فردوسِ اعلیٰ کی سب سے اونچی چوٹی ہے۔

ہماری حقیقی کامیابی یہی ہے کہ ہم قیامت کے روز بارگاہِ الٰہی میں سرخرو ہوں اور اس کا طریقہ اللہ تعالیٰ نے یہی بتایا ہے کہ اس کی اور اس کے رسول کی اطاعت کرو اور یہی سب سے بڑی کامرانی کی علتِ تامہ ہے، گویا اللہ تعالیٰ کے سرمدی انعامات کے مستحق صرف وہی خوش نصیب ہیں جنہوں نے فرمانِ مصطفوی کو دل و جاں سے تسلیم کیا۔

چوتھی دلیل

اطاعتِ رسولؐ اور اس کی گوناں گوں برکات بیان کرنے کے ساتھ حضور کریمؐ کی نافرمانی سے روکا سورۃ مجادلہ میں ارشاد ہے:۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا تَنَاجَيْتُمْ فَلَا تَتَنَاجَوْا بِالْإِثْمِ وَالْعُدْوَانِ وَمَعْصِيَتِ الرَّسُولِ وَتَنَاجَوْا بِالْبِرِّ وَالتَّقْوَىٰ وَاتَّقُوا اللَّهَ الَّذِي إِلَيْهِ تُحْشَرُونَ ۝

ترجمہ: اے ایمان والو! تم جب آپس میں مشورہ کرو تو گناہ کرنے، حد سے بڑھنے اور رسولؐ کی نافرمانی کا مشورہ نہ کرو اور نیکی اور پرہیزگاری کا مشورہ

Marfat.com

کرو اور اللہ سے ڈرو جس کی طرف اٹھائے جاؤ گے۔

دیکھئے اللہ تعالیٰ کس دلکش اور محبت بھرے انداز میں مسلمانوں کو ایسی سرگوشیوں سے روکتے ہیں جن میں فسق و تعدی اور فخر الرسل کی نافرمانی کی سازش کی جائے اور ساتھ ہی تنبیہ فرما دی کہ یہ تمہاری سرگوشیاں مجھ سے اوجھل نہیں اگر تم باز نہ آئے تو قیامت کے دن تمہیں رسوا کیا جائے گا۔

اسلامی حکومتوں کے ارباب حل و عقد اور مجالس دستور ساز کے ارکان مرکزی اور صوبائی اسمبلیوں کے ممبران اس آیت کو بار بار پڑھیں اور غور کریں کہ اللہ تعالیٰ نے کس وضاحت سے اس امر کی تصریح فرمائی ہے کہ سنت نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلم کے خلاف کوئی آئین یا قانون بنانے کا انہیں کوئی اختیار نہیں۔ اسلامی مملکت کے صدر، وزیر اعظم اور افسران کسی خود ساختہ مصلحت کی وجہ سے ترکِ سنت کے مجاز نہیں۔

Marfat.com

پانچویں دلیل

کئی مقامات پر رب العزت نے دوزخ کی آگ میں جلنے والوں اور عذابِ خداوندی میں گرفتار بدنصیبوں کا ذکر فرمایا کہ اس وقت ان کی آنکھیں کھلیں گی اور وہ اس وقت کفِ افسوس ملتے ہوئے اور اشکِ ندامت بہاتے ہوئے نہایت حسرت سے اپنے جرم کا اعتراف بدیں الفاظ کریں گے:

یَوْمَ تُقَلَّبُ وُجُوْهُهُمْ فِی النَّارِ یَقُوْلُوْنَ یٰلَیْتَنَاۤ اَطَعْنَا اللّٰهَ وَ اَطَعْنَا الرَّسُوْلَا (الاحزاب ۶۶)

ترجمہ: جس دن ان کے منہ الٹ الٹ کر آگ میں تلے جائیں گے۔ کہتے ہوں گے کاش! ہم نے خدا کی اطاعت کی ہوتی اور رسول کی اطاعت کی ہوتی۔ ع

ہائے اس زود پشیماں کا پشیماں ہونا!

چھٹی دلیل

اور کہیں گے جب کہ ان کا یہ کہنا انہیں کوئی نفع نہ دے گا۔

يَوْمَئِذٍ يَّوَدُّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَعَصَوُا الرَّسُوْلَ لَوْ تُسَوّٰى بِهِمُ الْاَرْضُ وَلَا يَكْتُمُوْنَ اللّٰهَ حَدِيْثًا ۝ (النساء ۴۲)

ترجمہ: اس دن تمنا کریں گے وہ جنہوں نے کفر کیا اور رسولؐ کی نافرمانی کی، کاش! انہیں مٹی میں دبا کر زمین ہموار کر دی جائے۔ اور کوئی بات اللہ سے چھپا نہ سکیں گے۔

ساتویں دلیل

مندرجہ ذیل آیت سورۃ توبہ کی ہے آپ اسے پڑھئے اور غور کیجیے کہ ان لوگوں پر اللہ تعالیٰ کی ناراضگی اور غضب کا کیا عالم ہے جو نورِ مجسم ہادیٔ اعظم صلی اللہ علیہ وسلم کی حرام کردہ اشیاء کو حرام نہیں سمجھے اور فرزندانِ توحید کو انہیں کون سی سزا دینے کا حکم دیا گیا ہے۔

قَاتِلُوا الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَلَا بِالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَلَا يُحَرِّمُوْنَ مَا حَرَّمَ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ وَلَا يَدِيْنُوْنَ دِيْنَ الْحَقِّ مِنَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ حَتّٰى يُعْطُوا الْجِزْيَةَ عَنْ يَّدٍ وَّهُمْ صٰغِرُوْنَ ۝ (توبہ ۲۹)

ترجمہ: لڑو ان سے جو ایمان نہیں لاتے اللہ پر اور قیامت پر اور حرام نہیں مانتے اُس چیز کو جس کو حرام کیا اللہ اور اس کے رسولؐ نے اور سچے دین کے تابع نہیں ہوتے یعنی وہ جو کتاب دیئے گئے جب تک اپنے ہاتھ سے جزیہ نہ دیں ذلیل ہو کر۔

اللہ تعالیٰ نے نہایت کھلے طور پر یہ بیان کیا ہے کہ قرآنِ کریم کی اطاعت اور سنتِ نبی کریمؐ کی اطاعت مساوی طور پر فرض ہے اور جو سزا قرآن سے سرتابی کرنے والے کی ہے اسی سزا کا مستحق سنت نبویؐ کا منکر ہے۔

آٹھویں دلیل

وَاِذَا قِيْلَ لَهُمْ تَعَالَوْا اِلٰى مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ وَاِلَى الرَّسُوْلِ

Marfat.com

رَاَیْتَ الْمُنٰفِقِیْنَ یَصُدُّوْنَ عَنْکَ صُدُوْدًا ۝ (النساء ۶۱)

ترجمہ: اور جب ان کو (جو ظاہر میں مسلمان ہونے کے مدعی ہیں) کہا گیا ہے کہ آؤ اس چیز کی طرف جو اللہ نے نازل فرمائی ہے اور اس کے رسول کی طرف۔ تو تم نے دیکھا منافق کو وہ تم سے دور ہٹتے ہیں۔

قرآن کی اصطلاح میں وہ بھی منافق ہے جو حضور کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادِ گرامی کو ماننے سے انکار کرتا ہے۔ یعنی کوئی مسلمان تو سنت سے انحراف کا تصور بھی نہیں کرسکتا۔ سنت سے انحراف تو فقط منافقین کا شیوہ ہے۔

نویں دلیل

کیونکہ اطاعتِ رسول رشد و ہدایت کی کفیل ہے اسی سے انسان روزِ محشر کی ندامت سے محفوظ ہو سکتا ہے یہی بابِ جنت کی کلید ہے اسی لئے اللہ تعالیٰ نے اپنی رحمتِ وسیع کا حقدار انہیں لوگوں کو ٹھہرایا ہے جو اطاعتِ رسول میں کوشاں رہتے ہیں۔

وَرَحْمَتِیْ وَسِعَتْ کُلَّ شَیْءٍ ؕ فَسَاَکْتُبُهَا لِلَّذِیْنَ یَتَّقُوْنَ وَیُؤْتُوْنَ الزَّکٰوةَ وَالَّذِیْنَ هُمْ بِاٰیٰتِنَا یُؤْمِنُوْنَ ۝ اَلَّذِیْنَ یَتَّبِعُوْنَ الرَّسُوْلَ النَّبِیَّ الْاُمِّیَّ الخ (الاعراف ۱۵۶-۱۵۷)

ترجمہ:۔ اور میری رحمت شامل ہے ہر چیز کو۔ سو اُس کو لکھ دوں گا ان کے لئے جو متقی ہیں، اور زکوٰۃ ادا کرتے ہیں اور جو ہماری باتوں پر یقین رکھتے ہیں اور وہ لوگ جو پیروی کرتے ہیں اس رسول کی جو نبی امی ہے۔ الخ

اطاعت اور اتباع کے معانی کی تحقیق

کیونکہ ان تمام آیات میں جہاں نبی اکرم علیہ الصّلوٰۃ والسّلام کی پیروی کا حکم ہے۔ اطاعت اور اتباع کے الفاظ استعمال ہوئے ہیں۔ اس لئے یہ بحث ختم کرنے

Marfat.com

سے پہلے لفظ اطاعت و اتباع کی تحقیق کر لینی چاہیے تاکہ کسی قسم کا لفظی نزاع بھی غلط فہمی کا باعث نہ بنے۔

عربی زبان میں اتباع کہتے ہیں کہ کسی شخص کے پیچھے پیچھے چلنا چنانچہ ابن منظور نے اپنی لغت کی شہرۂ آفاق کتاب "لسان العرب" میں اس کی یوں تحقیق کی ہے:

قال الفراء الاتباع ان یسیر الرجل وانت تسیر وراءہ
واذا قلت اتبعتہ فکانک قفوتہ[1]

ترجمہ:۔ فراء (لغت و نحو کے امام) نے کہا کہ اتباع کا معنی یہ ہے کہ کوئی شخص آگے آگے چل رہا ہو اور تو اس کے پیچھے پیچھے چلے اور اگر تو کہے کہ میں نے اس کی اتباع کی، تو اس کا مطلب یہ ہے کہ تو اس کے پیچھے پیچھے اور اس کے نقشِ قدم پر چلا۔

صاحب "تاج العروس" نے اس مفہوم کو ذکر کرنے کے ساتھ چند ایک اور الفاظ بھی لکھے ہیں جن سے اتباع کا معنی اور زیادہ واضح اور روشن ہو جاتا ہے مثلاً

التُّبُع وکذلک التُّبَّع کسُکَّر الظل سمی بہ لانہ یتبع الشمس حیثما زالت ومن المجاز التبع ضرب من الیعاسیب اعظمہا واحسنہا۔[2]

ترجمہ: التُّبُع اور التُّبَّع (جن کا مادۂ اشتقاق تبع ہے) کا معنی سایہ ہے اور اس کی وجہ تسمیہ یہ ہے کہ وہ ہمیشہ سورج کے پیچھے پیچھے رہتا ہے اور التبع مجازاً شہد کی مکھیوں کے سب سے اعلیٰ اور بہتر نر کو بھی کہتے ہیں (کیونکہ سب شہد کی مکھیاں اس کے پیچھے پیچھے رہتی ہیں)۔

اور اس کا اصطلاحی معنی امام ابوالحسن الامدی نے یوں بیان کیا ہے:

واما المتابعۃ فقد تکون فی القول وقد تکون فی الفعل والترک

---

[1] لسان العرب فصل التاء من باب العین ۱۲ [2] تاج العروس فصل التاء من باب العین۔

Marfat.com

فاتباع القول هو امتثاله على الوجه الذی اقتضاه القول والاتباع فی الفعل هو التأسی بعینه[۱]۔

والتأسی ان تفعل مثل فعله علی وجهه من اجله[۲]۔

ترجمہ: متابعت کبھی کسی کے قول کی ہوتی ہے اور کبھی کسی کے فعل و ترک کی، کسی کے قول کے اتباع کا معنی تو یہ ہے کہ اپنے متبوع کی اس طرح فرمانبرداری کی جائے جس طرح اس کے قول کا تقاضا ہو اور کسی کے فعل کے اتباع کا معنی یہ ہے کہ اس کے اس فعل کو اس طرح کیا جائے جس طرح وہ کرتا ہے اور اس لئے کیا جائے کیونکہ وہ کرتا ہے۔

'اتباع' کی لغوی اور اصطلاحی تحقیق سے یہ واضح ہوا کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی اتباع کے متعلق جو ہمیں اللہ تعالیٰ نے حکم فرمایا ہے اس کی تعمیل صرف اسی صورت میں ہو سکتی ہے کہ حضورؐ کے اقوال پر اس طرح عمل کریں جیسا ان اقوال کا تقاضا اور منشا ہے، اور حضورؐ کے افعال کو اس طرح ادا کریں جس طرح حضورؐ نے ادا فرمائے اور اس لئے ادا کریں کیونکہ حضورؐ پر نور نے ان افعال کو ادا فرمایا۔ اگر ہم حضور کریمؐ کے ارشادات پر اس طرح عمل نہ کریں جیسے ان کا تقاضا ہے یا افعالِ رسالتؐ کو اس طرح ادا نہ کریں جیسے حضورؐ نے ادا کئے یا اس لئے ادا نہ کریں کہ حضورِ اکرمؐ نے انہیں ادا کیا تو پھر اتباعِ نبویؐ سے جس کا ہمیں اللہ تعالیٰ نے بارہا حکم فرمایا ہے، ہم محروم رہیں گے۔

اتباع کا معنی سمجھ لینے کے بعد اب ذرا لفظ اطاعت پر غور فرمائیے:

عربی زبان میں اطاعت کسی کے سامنے سرِ تسلیم خم کر دینے اور اس کے ہر حکم کی تعمیل کرنے کو کہتے ہیں۔ چنانچہ لسان العرب میں ہے۔

وفی التهذيب وقد طاع له يطوع اذا انقاد له بغير الف

۱۔ الاحکام فی اصول الاحکام ج ۱ ص ۸۹ ۔ ۲۔ ایضاً ص ۸۸

Marfat.com

فاذا مضی لامرہ فقد اطاع [1]۔

ترجمہ: تہذیب (لغت کی ایک مستند کتاب) میں ہے کہ قد طاع لہ یطوع (جب کہ ثلاثی مجرد ہو) کا معنی ہے کسی کے سامنے سرِ تسلیم خم کر دینا اور جب کوئی کسی کے حکم کی تعمیل کرے تو کہتے ہیں (قد اطاعہ) یعنی اس نے اس کی اطاعت کی۔

اور اطاعت کا اصطلاحی معنی امام ابوالحسن الآمدی نے یہ لکھا ہے۔

ومن اتی بمثل فعل الغیر علی قصد اعظامہ فھو مطیع لہ [2]۔

یعنی جب کوئی شخص کسی دوسرے کی عزت و احترام کے باعث بعینہٖ اس کے فعل کی طرح کوئی فعل کرے تو کہتے ہیں کہ یہ شخص فلاں شخص کا مطیع ہے۔

تو گویا اہلِ عرب جن کی زبان میں قرآنِ کریم نازل ہوا اطاعت کا لفظ اس وقت استعمال کرتے ہیں جب کہ کسی کے حکم کی تعمیل کی جائے اور اس کی عزت و احترام کی وجہ سے بعینہٖ ایسا کام کیا جائے جیسا اس کام کو وہ معزز و محترم شخص کرتا ہے۔

اطاعتِ رسول کے حکمِ الٰہی کی تعمیل کی واحد صورت

اب جن آیاتِ قرآنی میں اطاعت و اتباعِ رسول ؐ کی بار بار تاکید کی گئی ہے ان پر عمل فقط اسی صورت میں ہوگا کہ آپ ایسا کریں جیسے وہ رسول ؐ کرتا ہے یعنی جیسے وہ نماز پڑھتا ہے اسی طرح، انہیں اوقات پر اتنی ہی رکعتیں ادا کریں، حج کی جو عملی تصویر وہ پیش کرتا ہے بعینہٖ اس کا چربہ اتاریں۔ زکوٰۃ کے نصاب اس کی شرح وغیرہ کے جو اصول اس نے سکھائے ہیں بلا چون وچرا ان پر عمل پیرا رہیں۔ لین دین،

---

[1] لسان العرب فصل الطاء من باب العین۔

[2] الاحکام فی اصول الاحکام ج ۱ ص ۹۱ (طبع صبیح)۔

Marfat.com

نکاح و طلاق ، اخلاق و معاشرت کے جو ضوابط اس نے مقرر فرمائے ہیں ان پر بطیب خاطر کاربند رہیں۔ اگر آپ ایسا کریں تو واقعی آپ نے اس کی متابعت کی اور اپنے رب کا حکم مانا۔ لیکن اگر آپ ایسا نہیں کرتے بلکہ اپنی فہم و دانست کے مطابق تعلیماتِ اسلامی کو نت نئی شکلوں میں پیش کر کے اپنے شوقِ تجدید پسندی کی تسکین کا سامان مہیا کرتے ہیں تو یہ بلاشبہ اتباعِ ہوس واطاعتِ نفس تو ہوگی لیکن آپ اسے کسی تاویل کی قوت سے بھی اطاعتِ رسول اور اتباعِ سنت نہیں کہہ سکتے۔

اب اُن حضرات کی خدمت میں مؤدّبانہ التماس ہے جو نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کی سنت کے منکر ہیں کہ اللہ تعالیٰ تو اپنی کلام پاک میں جسے وہ بھی قیامت تک کے لئے غیر تغیر پذیر مانتے ہیں اور اس کی مقرر کردہ جزئیات کو بھی غیر متبدل تسلیم کرتے ہیں، یہ فرماتا ہے:

گناہوں کی آمرزش چاہتے ہو تو میرے رسولؐ کی اطاعت کرو۔

میری محبت کے دعویدار ہو تو میرے رسولؐ کی اطاعت کرو۔

جنت کے طلب گار ہو تو میرے رسولؐ کی اطاعت کرو۔

میرے محبوب بننا چاہتے ہو تو میرے رسولؐ کی اطاعت کرو۔

میرے دامنِ رحمت میں پناہ چاہتے ہو تو میرے رسولؐ کی اطاعت کرو۔

اور جس وقت تمہیں کسی خطۂ زمین میں غلبہ و تمکین عطا فرماؤں اور تم مجالسِ دستور سازیں وضع آئین و قوانین کے لئے اکٹھے ہو تو میرے رسولؐ کی اطاعت کرو۔

ورنہ

قیامت کے دن ہونٹ کاٹو گے۔ اپنے تمرد و سرکشی پر پچھتاؤ گے۔ اپنے وجود تک سے بیزاری کا اظہار کرو گے لیکن کوئی عذر نہیں سنا جائے گا۔

سچ تو یہ ہے کہ دامنِ مصطفوی ہاتھ سے چھوٹنے کے بعد کوئی کتنا ہی چابک دست ہو حبل اللہ (قرآن) کو نہیں تھام سکتا۔ جن کے لئے نقشِ پائے مصطفیٰ دلیل راہ نہیں اُن کے لئے سرِ دشتِ غیب بھی بے معنی ہے۔

تجربہ شاہد ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنّتِ تشریعی (سنت طبعی نہیں) میں جو اصول اور جو احکام مذکور ہیں زمانے کے بدلتے ہوئے احوال اس کے دامنِ ابدیت کو نہیں چھو سکتے۔ شب و روز کا غیر منقطع تسلسل ان کی زندگی بخش اور شباب آفریں قوتوں کو مضمحل نہیں کرسکتا۔ گردشِ لیل و نہار ان کی افادیت اور صلاحیت پر اثر انداز نہیں ہوسکتی۔ ہمارا یقینِ محکم ہے کہ قرآنِ کریم کے دوسرے اصول اور تفصیلات جس طرح ابدی اور دائمی ہیں اسی طرح اطاعت رسالتؐ کے متعلق جو حکم ہے، وہ بھی قیامت تک کے لئے واجب العمل ہے جب اللہ تعالیٰ احکم الحاکمین اور غیور بادشاہ ہے جو اپنی سلطنت میں کسی غیر کی دخل اندازی برداشت نہیں کرتا اور جہانبانی اور حکمرانی کا حق صرف اپنے لئے محفوظ کیا ہے تو پھر اس کا ہر حکم خواہ اس کی حکمت و غایت کے اِدراک سے ہماری فہم نارسا عاجز بھی رہے واجب الامتثال ہے، اور جب اسی نے بار بار یہ حکم دیا اَطِیْعُوا اللّٰہَ وَاَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ تو پھر مجال دم زدن کہاں اور یارائے قیل و قال کسے۔ اب اس میں تامل کرنا گویا اس کے حکم کے خلاف بغاوت کرنا ہے۔

لیکن حقیقت یہ ہے کہ خدا کی اطاعت اور رسولؐ کی اطاعت دو علیحدہ اطاعتیں ہیں ہی نہیں تاکہ یہ سوال پیدا ہو۔ بلکہ دونوں ایک ہی چیز ہیں۔ خدا کی اطاعت رسول کی اطاعت ہے اور رسولؐ کی فرمانبرداری، خدا کی فرمانبرداری، یہ بھی میں نہیں کہتا بلکہ اسی ربِ ذوالجلال کا ارشاد ہے جس نے سارے عالم کی رہنمائی اور ہدایت کے لئے اپنے ایک نہایت ہی برگزیدہ بندہ پر قرآن نازل فرمایا ارشاد ہے:

Marfat.com

وَاَرْسَلْنٰكَ لِلنَّاسِ رَسُوْلًا ؕ وَكَفٰى بِاللّٰهِ شَهِيْدًا ۝ مَنْ يُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ ۚ وَمَنْ تَوَلّٰى فَمَآ اَرْسَلْنٰكَ عَلَيْهِمْ حَفِيْظًا ۝ (النساء ۷۹ - ۸۰)

ترجمہ :- اور (اے محبوب) ہم نے تمہیں سب لوگوں کے لئے رسولؐ بھیجا۔ اس پر خدا کی گواہی کافی ہے، جس نے رسولؐ کا حکم مانا اس نے اللہ کا حکم مانا اور جس نے منہ پھیرا تو ہم نے تمھیں اُن کا محافظ بنا کر نہیں بھیجا۔

اس نصِ محکم کے بعد اطاعتِ نبوی کو اطاعتِ خداوندی سے الگ تصور کرنا آیاتِ قرآنی سے جہالت و بیگانگی کی دلیل ہے۔

حکمتِ قرآن اور سُنّتِ نبویؐ

ایک معنٰی کی دو۲ تعبیریں

منکرینِ سنتِ نبویؐ کا یہ خیال ہے کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے حضور کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو فقط قرآنِ حکیم عطا ہوا ہے اس کے علاوہ اور کوئی وحی نہیں ہوئی اور سنت حضورؐ کے اپنے فکر و نظر کی تخلیق ہے اور یہ مُنزّل مِنَ اللہ نہیں اور اس سے انہوں نے یہ نتیجہ اخذ کیا ہے کہ کیونکہ سنت حضورؐ کے ذاتی اجتہاد کا ثمر ہے اس لئے یہ فقط اُن مخصوص حالات میں ہی مشعلِ راہ کا کام دے سکتی تھی اور دوسرے انسانوں کے افکار و آراء کی طرح یہ بھی زمانہ کے ہر لحظہ بدلنے والے اور ترقی پذیر تمدّنی، اقتصادی اور معاشرتی تقاضوں کا ساتھ نہیں دے سکتی، اس لئے متروک العمل ہے اور ہمارے لئے یہ کسی طرح حجت نہیں اور خدا و رسولؐ کا منشا بھی یہی تھا کہ یہ آیندہ نسلوں کے لئے حجت نہ بنے اس وقت ہمارے لئے اس میں اس کے تاریخی

Marfat.com

پہلو کے علاوہ کوئی جاذبیت نہیں (نعوذ باللہ من ذٰلک)۔
معلوم ہوتا ہے کہ ان حضرات نے قرآن کو کبھی دِقّت نظر سے نہیں دیکھا اور وہ تدبّر اور جگر کاوی جس کی قرآن نے اپنے پڑھنے والوں کو دعوت دی ہے اور یہ خود بھی بار بار اس پر زور دیتے رہتے ہیں کبھی سنجیدگی سے قرآن کو اس کا مستحق نہیں سمجھا۔ ورنہ ان سے ایسی فحش غلطی کبھی سرزد نہ ہوتی۔ آئیے! قرآن کی روشنی میں اس الجھن کا حل تلاش کریں یقیناً گوہرِ مقصود دامنِ طلب کی زینت بنے گا۔
اللہ تعالیٰ نے جہاں انبیاء کرام علیہم الصّلوٰۃ والسّلام کی بعثت کا تذکرہ فرمایا وہاں ۲ دو چیزوں کا ساتھ ساتھ ذکر فرمایا۔

۱۔ کتاب اور ۲۔ حکمت مثلاً

۱۔ وَاِذْ اَخَذَ اللّٰهُ مِیْثَاقَ النَّبِیّٖنَ لَمَآ اٰتَیْتُكُمْ مِّنْ كِتٰبٍ وَّحِكْمَةٍ ثُمَّ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مُّصَدِّقٌ لِّمَا مَعَكُمْ لَتُؤْمِنُنَّ بِهٖ وَلَتَنْصُرُنَّهٗ ؕ قَالَ ءَاَقْرَرْتُمْ وَاَخَذْتُمْ عَلٰی ذٰلِكُمْ اِصْرِیْ ؕ قَالُوْٓا اَقْرَرْنَا ؕ قَالَ فَاشْهَدُوْا وَاَنَا مَعَكُمْ مِّنَ الشّٰهِدِیْنَ ۝ (اٰل عمرٰن ۸۱)

ترجمہ: اور یاد کرو جب اللہ تعالیٰ نے انبیاء سے یہ عہد لیا تھا کہ جس وقت میں تم کو کتاب اور حکمت دوں، پھر تشریف لائے تمہارے پاس وہ رسول کہ تمہاری کتابوں کی تصدیق کرے تو تم ضرور ضرور اس پر ایمان لانا اور ضرور ضرور اس کی مدد کرنا۔ فرمایا، کیا تم نے اقرار کیا اور اس پر میرا بھاری ذمہ لیا، سب نے عرض کی ہم نے اقرار کیا۔ فرمایا، تو ایک دوسرے پر گواہ ہو جاؤ اور میں تمہارے ساتھ گواہوں میں ہوں۔
یہ عہد اللہ تعالیٰ نے ارواحِ انبیاء عظام سے لیا تھا کہ جب میں تمہیں خلعتِ نبوت سے سرفراز کروں اور تمہیں کتاب اور حکمت عطا کروں۔ تو جس وقت میرا

Marfat.com

محبوب زینت بخش بزم کون و مکان ہو تو تم اس پر ایمان بھی لانا اور اس کی اعانت میں بھی کوشاں رہنا۔ اس آیت مطہرہ میں جو اور اسرار و نکات ہیں اس وقت میں انہیں بیان نہیں کرتا، میں جو چیز اس وقت واضح کرنا چاہتا ہوں وہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انبیاء کو صرف کتاب دینے کا وعدہ نہیں کیا بلکہ حکمت کا بھی کتاب کے ساتھ وعدہ فرمایا تو گویا ہر نبی کو کتاب کے ساتھ حکمت بھی بخشی گئی اور جس طرح کتاب خدا کی طرف سے ہے اسی طرح حکمت بھی منزل من اللہ ہے۔

۲۔ سورۃ النساء میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق ارشاد ہے۔

وَ اَنْزَلَ اللّٰهُ عَلَيْكَ الْكِتٰبَ وَ الْحِكْمَةَ وَ عَلَّمَكَ مَا لَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ ؕ وَ كَانَ فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكَ عَظِيْمًا ○ (النساء ۱۱۳)

ترجمہ: اور اللہ تعالیٰ نے (اے مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم) آپ پر کتاب اور حکمت نازل فرمائی اور آپ کو سکھا دیا جو آپ نہیں جانتے تھے اور اللہ کا آپ پر بڑا فضل ہے۔

تو پتہ چلا کہ اللہ تعالیٰ نے صرف کتاب ہی اپنے رسول پر نازل نہیں فرمائی، بلکہ حکمت بھی نازل فرمائی ہے۔

اسی طرح جہاں اللہ تعالیٰ نے منصب نبوت اور انبیاء و رسل کے بعثت کی غرض و غایت بیان فرمائی وہاں یہ بھی تصریح کی ہے کہ ان کا کام اُمت کو کتاب اور حکمت سکھانا ہے مثلاً سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق ارشاد ہے۔

كَمَآ اَرْسَلْنَا فِيْكُمْ رَسُوْلًا مِّنْكُمْ يَتْلُوْا عَلَيْكُمْ اٰيٰتِنَا وَ يُزَكِّيْكُمْ وَ يُعَلِّمُكُمُ الْكِتٰبَ وَ الْحِكْمَةَ وَ يُعَلِّمُكُمْ مَّا لَمْ تَكُوْنُوْا تَعْلَمُوْنَ ○ (البقرۃ ۱۵۱)

ترجمہ: جیسا ہم نے تم میں بھیجا ایک رسول تم میں سے کہ تم پر ہماری آیتیں تلاوت

Marfat.com

کرے اور تمہیں پاک کرے اور تمہیں سکھائے کتاب اور حکمت، اور سکھائے تمہیں وہ علم جو تم نہیں جانتے۔

دوسرے مقام پر جہاں بعثتِ مصطفوی کو مخلوقات پر اپنا عظیم الشان احسان فرمایا، وہاں بھی ارشاد ہے:

لَقَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ بَعَثَ فِيْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْ اَنْفُسِهِمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِهٖ وَيُزَكِّيْهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ ۚ وَاِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ○ (آل عمران ۱۶۴)

ترجمہ: بیشک اللہ تعالیٰ نے بڑا احسان کیا ایمان والوں پر کہ ان میں انہیں میں سے ایک رسول بھیجا جو ان پر اس کی آیتیں پڑھتا ہے اور انہیں (کفر و گناہ کی آلودگی سے) پاک کرتا ہے اور انہیں کتاب و حکمت سکھاتا ہے اور وہ ضرور اس سے پہلے گمراہی میں تھے۔[1]

---

[1] اللہ تعالیٰ کی ربوبیت عام ہے وہ جسم اور روح دونوں کا پروردگار ہے یہ گنبدِ نیلوفری اور اس میں آویزاں یہ کروڑوں قندیلیں، یہ کرۂ ارضی اس کے فلک بوس پہاڑ اور ان سے ابلتے ہوئے چشمے بہتی ہوئی ندیاں اور پرشور دریا، ان کی گل فرش وادیاں اور سبزہ زار ڈھلوانیں۔ یہ ہموار میدان اور ان میں لہلہاتے ہوئے کھیت اور یہ جنت نگاہ باغات اور پھر یہ ہوا کا محیطِ بیکراں اگر اس کے رب الاجسام ہونے کے آئینہ دار ہیں تو صدفِ نور و ضیاء کا یہ درِ یتیم، برجِ سعادت کا یہ کوکبِ تاباں، مطلعِ رشد و ہدایت کا یہ مہتاب، آسمانِ رسالت کا یہ مہرِ نیمروز محمد عربی (فداہ روحی وقلبی) صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اللہ تعالیٰ کے رب الارواح ہونے کا مظہرِ اتم ہے ؎

وہ دانائے سبل ختم الرسل مولائے کل جس نے — غبارِ راہ کو بخشا فروغِ وادیٔ سینا
نگاہِ عشق و مستی میں وہی اول وہی آخر — وہی قرآں، وہی فرقاں، وہی یٰسین، وہی طٰہٰ

اور کیونکہ روح اشرف و اعلیٰ ہے جسم سے، اس لئے وہ چیز جو (باقی حاشیہ آئندہ صفحہ پر)

Marfat.com

یہاں بھی ارشاد فرمایا کہ ہم نے مؤمنوں پر بڑا احسان کیا کہ ان میں ایسا رسولؐ بھیجا جو (دیگر امور کے علاوہ) انہیں کتاب اور حکمت سکھاتا ہے۔

اسی طرح سورۂ احزاب میں اللہ تعالیٰ ازواجِ سید المرسلین کو حکم فرماتا ہے کہ

وَاذْكُرْنَ مَا يُتْلَىٰ فِي بُيُوتِكُنَّ مِنْ آيَاتِ اللَّهِ وَالْحِكْمَةِ ۚ إِنَّ اللَّهَ كَانَ لَطِيفًا خَبِيرًا ○ (الاحزاب ۳۴)

ترجمہ: اور یاد کرو جو تمہارے گھروں میں پڑھی جاتی ہیں۔ اللہ کی آیتیں اور حکمت اللہ تعالیٰ ہر باریکی جانتا خبردار ہے۔

اُمہات المؤمنین رضوان اللہ تعالیٰ علیہن کو فقط کتاب کے یاد کرنے کا حکم نہیں دیا گیا بلکہ کتاب کے ساتھ حکمت کا بھی۔

اس تفصیل سے مقصد تو یہ ثابت کرنا ہے کہ نبی کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے ۲ دو چیزیں کتاب وحکمت عطا ہوتی ہیں اور وہ اپنی امت کو خدا کی دی ہوئی یہی ۲ دو چیزیں سکھاتا ہے۔

(گزشتہ صفحہ کا باقی حاشیہ) انسان کی روحانی حیات و بالیدگی کی ضامن ہے افضل و برتر ہوگی اس چیز سے جس کے ساتھ اس کی جسمانی بقا اور نشوونما وابستہ ہے تبھی تو رب العالمین نے نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بعثت کو اپنا احسانِ عظیم قرار دیا۔

انسان نے اگرچہ اب چراغوں سے فانوس اور فانوسوں سے برقی قمقمیں روشن کرلیے ہیں لیکن پھر بھی وہ اپنی صحت وسلامتی کے لئے اسی پرانے چاند اور سورج کا محتاج ہے اور تا قیامت محتاج رہے گا۔ اسی طرح وہ اپنی قوت فکر ونظر سے کتنی ہی شمعیں کیوں نہ جلالے وہ اس نور سے مستغنی نہیں ہوسکتا جو انسان کی رہنمائی کے لئے اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب کے ساتھ اور اپنی کتاب سمجھنے کے لئے انسان کو عطا فرمایا ہے۔

لَقَدْ جَاءَكُم مِّنَ اللَّهِ نُورٌ وَكِتَابٌ مُّبِينٌ ○ یقیناً اللہ تعالیٰ کی طرف سے تمہارے پاس ۲ دو چیزیں آئیں ایک نور یعنی ذاتِ رسالت مآب اور دوسری کھلی اور روشن کتاب۔ (قرآن)

Marfat.com

لفظ حکمت کے مفہوم کی تحقیق

اب دیکھنا یہ ہے کہ 'حکمت' ہے کیا؟ اس کا لغوی مفہوم کیا ہے؟ اور قرآنی اصطلاح میں اس کا کیا معنی ہے؟

حکمت کا مادہ ہے حکم اور حکم کا معنی ہے منع منعا للاصلاح[1]۔ کسی کی اصلاح کے لئے کسی کو کسی امر سے باز رکھنا۔ اسی لئے لگام کو بھی حَکَمَۃٌ کہتے ہیں کیونکہ اس سے گھوڑے کو سرکشی سے باز رکھا جاتا ہے۔ ایک مصرع ہے۔

ابنی حنیفہ احکموا سفہائکم

اے بنی حنیفہ (عرب کے ایک قبیلہ کا نام ہے) اپنے احمقوں کو شرارت سے روک لو۔

اسی مناسبت سے حکمت کہتے ہیں وضع الاشیاء مواضعہا۔ یعنی اشیاء کو اپنے صحیح محل پر رکھنا۔ اور ان کو غیر صحیح محل پر استعمال کرنے سے روکنا۔

صاحب تاج العروس نے مزید تحقیق کرتے ہوئے لکھا ہے:

الحکمۃ العدل فی القضاء والعلم بحقائق الاشیاء علیٰ ماھی علیہ والعمل بمقتضاہ ولھٰذا انقسمت الی علمیۃ وعملیۃ[2]۔

یعنی کسی جھگڑے کا عادلانہ فیصلہ کرنے کو حکمت کہتے ہیں، کیونکہ مدعی اور مدعی علیہ کے متضاد بیانات اور دلیلوں سے حقیقت شکوک و شبہات کے پردہ میں پنہاں ہو جاتی ہے اس پردہ کو ہٹا کر حقیقت کو واشگاف کر دینا اور صاحب

---

[1] مفردات راغب۔
[2] تاج العروس فصل الحاء من باب المیم۔

Marfat.com

حق کو اس کا حق دلانا عدل ہے اور یہی حکمت ہے اس کا دوسرا معنی اشیاء کی صحیح حقیقت کو جان لینا اور اس صحیح علم کے مطابق اس پر عمل پیرا ہونا ہے۔ اسی لئے حکمت کی دو قسمیں ہیں، حکمت علمی یعنی اشیاء کی ماہیت وحقیقت کا صحیح علم اور دوسری قِسم حکمتِ عملی یعنی اس صحیح علم کے تقاضا کے مطابق اس پر عمل پیرا ہونا۔

اب جب ہم نے حکمت کا وہ مفہوم اچھی طرح سمجھ لیا جو اہل لسان اس سے مراد لیتے ہیں، تو اب ان آیات کی طرف غور کریں جن میں الکتٰب والحکمۃ کا ساتھ ساتھ ذکر ہے، ان آیات میں لفظ کتاب کے بعد جو لفظ حکمت مذکور ہے۔ اس سے مراد حکمتِ کتاب ہے یعنی کتاب (قرآن) میں جو اوامر ونواہی، جو احکامات و ارشادات، جو دروس وعبر، جو پند ونصائح مذکور ہیں ان کی ماہیت وحقیقت کا صحیح صحیح علم اور ان پر صحیح صحیح عمل۔ یہ صحیح علم اور صحیح عمل اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہر رسول کو کتاب کے ساتھ عطا فرمایا جاتا ہے۔ اسی طرح رحمتِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی اپنی کتاب کا علم وعمل اللہ تعالیٰ نے ہی مرحمت فرمایا اور یہی حضور کریمؐ کا علم وعمل ہے جس کی تعبیر سنت سے کی جاتی ہے، اگر ان حضرات کو لفظ سنت سے بیر ہے اور اتباعِ سنتِ نبویؐ سے چڑ ہے تو وہ حکمت اور اتباع حکمتِ نبویؐ کے الفاظ استعمال کرلیں۔ بہرحال انہیں قرآن پر عمل کرنے کے لئے حضورؐ کے اقوال و اعمال پر عمل کرنا ہی پڑے گا اور طوعًا وکرہًا یہ تسلیم کرنا پڑے گا کہ سنت یا حکمتِ قرآن بمطابق آیاتِ سابقہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوئی۔

اور قرینِ قیاس یہی ہے کہ حکمت یعنی سنت منزل من اللہ ہو کیونکہ اگر کتاب اللہ کے احکام کے مصداق ومدلول کا تعین عقلِ انسانی کے سپرد کر دیا جائے تو احکام الٰہی اہلِ خرد کی موشگافیوں کی بھینٹ چڑھ جائیں گے اور اُمت کی

Marfat.com

وحدت و یک جہتی جو اس کی زندگی کی کفیل اور بقا کی ضامن ہے کسی ٹھوس اور مضبوط نظام حیات کی غیر موجودگی کے باعث تشتت وافتراق کی نذر ہو جائے گی۔

احکامِ قرآنی پر عمل اتباعِ سُنّت کے بغیر ناممکن ہے

اگر احکامِ قرآنی میں تھوڑا سا غور کیا جائے تو یقین ہو جاتا ہے کہ ان کو کماحقہٗ سمجھنے کے لئے صرف عربی زبان کی مہارت، عقل کی تیزی اور فکر کی سبک پروازی کافی نہیں۔ انسان کو عربی زبان میں کتنی ہی مہارت ہو اور وہ کتنا ہی عقلمند و مفکر کیوں نہ ہو وہ قرآن سمجھنے میں نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کی رہنمائی کا محتاج ہے۔

آیئے مثال کے طور پر چند احکاماتِ قرآنی پر غور کریں!

چند مثالیں

سب سے پہلے قرآن کے اس فرمان کو لیجئے جس کے متعلق قرآن کی صدہا آیات میں تاکیدی حکم دیا گیا ہے۔

اَقِیْمُوا الصَّلٰوۃَ یعنی نماز کو قائم کرو۔

نماز کی یہ موجودہ صورت جس کی تعلیم نبی اکرمؐ نے دی ہے اس سے خالی الذہن ہو کر سوچئے۔ آپ یقیناً اس کا معنی سمجھنے کے لئے کسی عربی لغت کی طرف رجوع کریں گے۔

صلوٰۃ کے لغوی معنی

اس کے لغوی معنی کے متعلق جو تفصیل ملے گی اس کا خلاصہ درج ذیل ہے۔

(۱) صلی اللحم اذا شواہ او القاہ فی النار للاحراق

وقال الشاعر

الا یا اسلمی یا هند هند بنی بدر تحیۃ من صلی فؤادک بالجمر[1]

یعنی جس وقت گوشت کو بھونا جائے یا جلانے کے لئے آگ میں ڈالا جائے تو کہتے ہیں صلی اللحم، جیسے ایک شاعر نے (طنزاً) کہا۔

اے قبیلہ بنی بدر کی ہند اس شخص کا سلام قبول کر جس نے تیرے دل کو انگاروں سے جلایا ہے۔

(۲) الصلوٰۃ من الصلوین لعرقین فی الظہر[2]

صلوٰۃ، صلوین کا مفرد ہے اور یہ ان دو رگوں کو کہتے ہیں جو پیٹھ میں ہوتی ہیں۔

(۳) قال کثیر من اھل اللغۃ ھی الدعا یقال صلیت لہ ای دعوت لہ وفی القرآن اِنَّ صَلٰوتَکَ سَکَنٌ لَّھُمْ[3]

یعنی اکثر اہل لغت کی یہ رائے ہے کہ اس کا معنی دُعا ہے کہا جاتا ہے کہ صلیت لہ میں نے اس کے لئے دُعا کی اور قرآنِ کریم میں ہے۔ اے محبوب! تیری دُعا ان کے لئے باعثِ تسکین وطمانیت ہے۔

یہ تو اس لفظ کے لغوی معانی ہیں لیکن اب اس کا استعمال دوسرے معنوں میں مجازاً ہوتا ہے ان میں سے ایک یہ ہے۔

صلوٰۃ کا شرعی مفہوم

الصلوٰۃ عبادۃ فیھا رکوع وسجود وھذہ حقیقۃ شرعیۃ لا دلالۃ لکلام العرب علیھا الا من حیث

---

[1]، [2]، [3] مفردات راغب۔

Marfat.com

اشتمالها علی الدعاء الذی ھو اصل معناھا[1]

یعنی صلاۃ اس عبادت کو کہتے ہیں جس میں رکوع اور سجود ہوتا ہے اور اس لفظ کا یہ معنی حقیقت شرعیہ ہے اور کلام عرب اس معنی پر بالکل دلالت نہیں کرتی مگر ایک حیثیت سے وہ یہ کہ صلوٰۃ کا اصلی معنی دعا ہے اور اس عبادت میں (اور چیزوں کے علاوہ) دعا بھی کی جاتی ہے۔

اب اس تحقیق سے ظاہر ہو گیا کہ قرآن کریم کے احکام کا صحیح مفہوم سمجھنے کے لئے صرف عربی زبان کی مہارت کافی نہیں بلکہ سنتِ نبویؐ کی اتباع کے بغیر کام نہیں چلتا۔ اب جو لوگ سنّت نبویؐ کو ضروری نہیں سمجھتے اور خود اپنی عقل و فکر سے قرآنِ کریم کے احکام کو سمجھنے کی کوشش کرتے ہیں کیا وہ آگ میں کچھ بھون کر یا جلا کر اس حکم کی تعمیل کریں گے یا صرف یہ دُعا کرکے (کہ یا رب ہماری تنخواہ میں اضافہ کر) اس فرض کی ادائیگی سے سبکدوش ہو جائیں گے اس سے تو ان کو بھی انکار ہے[2]۔

پھر اس فرض کو کس طرح ادا کیا جائے؟ لا محالہ سنّت نبوی کی طرف رجوع کرنا پڑے گا۔

اس جملہ معترضہ کو جانے دیجئے، مجھے یہ بتائیے کہ اللہ تعالیٰ نے جس وقت حکم دیا کہ اَقِیْمُوا الصَّلٰوۃَ تو اس کے اپنے علم میں تو ضرور اس کا مدلول اور مصداق متعین ہو گا۔ اب وہی اقامت صلوٰۃ شرفِ قبولیت سے سرفراز ہو گی جو علم الٰہی کے مطابق ادا ہو۔ اب اس پر آگاہی کیسے ہو۔ عقل انسانی تو آج سنِ شعور و شباب کا

---

[1] تاج العروس۔

[2] سر دست تو انکار فرماتے ہیں، کل دیکھئے کیا کہتے ہیں ؎

یہ ڈراما دکھاتا ہے کیا سین؟ پردہ اٹھنے کی منتظر ہے نگاہ

Marfat.com

یقینی اور کما حقہ آگاہی کا دعویٰ نہیں کر سکتی۔ اس لئے اس کے جاننے کا یہی ایک طریقہ ہے کہ وہ عالم الغیب والشہادۃ اپنے نبی کو مطلع کر دے کہ میرے اس حکم کا یہ منشا ہے اور اَقِیْمُوا الصَّلٰوۃَ کے فرمان سے میں تمہاری بندگی اور عبودیت کا ثبوت اس صورت میں چاہتا ہوں اور یہی حکمت ہے یعنی وضع الاشیاء علیٰ محلھا۔ اشیاء کو اپنے حقیقی محل پر رکھنا۔

دوسری مثال

اسی طرح قرآن کریم نے مختلف مقامات پر حج کے ارکان اور وظائف کا ذکر کیا ہے مثلاً وقت کا تعین کرتے ہوئے فرمایا اَلْحَجُّ اَشْهُرٌ مَّعْلُوْمٰتٌ حج کے مہینے مقرر ہیں۔ یعنی شوال، ذیقعد، دس روز ذوالحجہ کے۔ اس میں ذوالحجہ کی تخصیص نہیں بلکہ سب برابر ہیں۔ اگر آپ ایامِ حج کے علاوہ مناسکِ حج ادا کریں تو تعمیل حکم ہو جانی چاہیئے۔ پھر فرمایا اِذَآ اَفَضْتُمْ مِّنْ عَرَفٰتٍ یعنی جب تم عرفات سے واپس لوٹو۔ یہ نہیں بتایا کہ تمہیں کس تاریخ کو وہاں جانا ہے، وہاں کیا کرنا ہے، کتنا ٹھہرنا ہے اور کب لوٹنا ہے وَلْيَطَّوَّفُوْا بِالْبَيْتِ الْعَتِيْقِ۔ چاہیے کہ اس پرانے گھر کا طواف کریں۔ طواف کا لغوی معنی تو پھرنا ہے تو کیا اگر بیت اللہ شریف کا ایک چکر لگا دیا تو تعمیلِ حکم ہو گئی۔ کتنے چکر کاٹنے ہیں، کہاں سے ابتدا کرنی ہے اور کہاں پر اختتام، اثناء طواف میں کیا کرنا ہے اُن چیزوں کا ذکر نہیں۔ اسی طرح احرام کا حکم دیا۔ لیکن اس کی صورت کیا ہے۔ کہاں سے باندھا جائے گا کب ختم ہو گا۔ ان کی تصریح نہیں۔ ارشاد ہے وَلِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ اِلَيْهِ سَبِيْلًا۔ اللہ کے لئے لوگوں پر اس گھر کا حج فرض ہے جسے اس کی استطاعت ہو۔ یہاں غور طلب امر یہ ہے کہ کیا اس پر بشرطِ استطاعت ہر سال حج فرض ہے یا عمر میں ایک دفعہ۔ اگر آپ حضور کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کے

Marfat.com

ارشادات کو واجب التسلیم نہ سمجھیں تو یہ فریضہ جس کی ایک بہت بڑی حکمت تمام دنیائے اسلام میں مرکزیت اور احساسِ اتحاد و یگانگت پیدا کرنا ہے تشتت و افتراق کی نذر ہو جائے گا۔

اس سے کسی کوتاہ اندیش کو یہ غلط فہمی نہ ہو کہ نعوذ باللہ قرآن ایک نامکمل کتاب ہے اور جو حکم دیتا ہے اس میں سراسر ابہام ہے اور کسی شخص کے لئے اس کی نصوص کو دیکھ کر اس پر عمل کرنا ناممکن ہے۔ بخدا ایسا نہیں اس کا تو ہر جملہ بلکہ ہر لفظ مکمل ہے۔ ان میں کسی قسم کا خفا نہیں ہاں! اگر اس کے سمجھنے میں دقت ہے اور کوئی حکم صریح طور پر ہم سمجھ نہیں سکتے تو یہ ہماری کوتاہی فہم کا نتیجہ ہے اسی کمی کو پورا کرنے کے لئے تو اللہ تعالیٰ نے رسول مبعوث فرمایا۔ اگر تمہیں طواف کا مفہوم سمجھ میں نہیں آتا تو تمہیں بتائے بلکہ کر کے دکھائے کہ طواف کا یہ مفہوم ہے اگر احرام کی حقیقت تک تمہاری رسائی نہیں تو وہ تمہیں بتائے گا کہ احرام سے مقصودِ خداوندی یہ ہے۔ اگر اشہر حج کے متعلق تم کسی غلط فہمی میں مبتلا ہو تو اُس کا عمل اس کا ازالہ کر دے گا۔ اگر تم پریشان ہو کہ کب میدانِ عرفات میں حاضر ہونا ہے وہاں کیا کرنا ہے، وہاں سے کب واپسی ہوگی، تو آؤ اپنے نبی پاک کے افعال کو دیکھو جسے خداوندِ قدوس نے تمہاری طرف اپنی کتاب سکھانے اور اس کی حکمتیں بیان کرنے کے لئے بھیجا ہے یہ عقدہ بھی خدا کا رسول حل کر دے گا کہ وَلِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ الخ سے منشاء ایزدی عمر میں ایک دفعہ حج کرنا ہے یا بشرطِ استطاعت ہر سال یہی حکمت ہے اور یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے نازل شدہ ہے اِنَّآ اَنْزَلْنَا عَلَيْكَ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ اور نبی کتاب کے ساتھ حکمت سکھانے پر بھی مامور ہوتا ہے۔ يُعَلِّمُكُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ۔

Marfat.com

بیانِ قرآن کا منصب

یہ سمجھ لینے کے بعد کہ قرآن کریم کو اللہ تعالیٰ کا کلام یقین کرنے والے کے لئے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کے اتباع کے بغیر کوئی چارہ نہیں اور ہم احکامِ قرآنی کو صحیح طور پر سمجھنے کے لئے مجبور ہیں کہ ارشاداتِ نبوی کا سہارا لیں۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے خود قرآن کا صحیح علم اپنے رسول کو سکھایا اور انہیں یہ حکم دیا کہ وہ اپنی امت کو اس کی تعلیم دیں تاکہ قرآن کی ابدی حقائق اور اٹل صداقتوں پر اہواءِ انسانیہ مطامعِ شخصیہ یا کوئی مخصوص ماحول اثر انداز نہ ہو سکے۔

وَاَنْزَلْنَآ اِلَيْكَ الذِّكْرَ لِتُبَيِّنَ لِلنَّاسِ مَا نُزِّلَ اِلَيْهِمْ وَلَعَلَّهُمْ يَتَفَكَّرُوْنَ ○ (النحل: ۴۴)

اور اتارا ہم نے آپ کی طرف یہ ذکر (قرآن) تاکہ آپ (اے میرے رسول) کھول کر بیان کریں لوگوں کے لئے جو کچھ نازل کیا گیا ہے ان کی طرف تاکہ وہ غور و فکر کریں۔

اس آیتِ کریمہ سے واضح ہو گیا کہ قرآن کریم کی جو تفسیر اور تشریح حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمائی وہی قابلِ اعتماد ہے اور اس کے خلاف اگر کوئی اور قرآن کی تفسیر کرے خواہ وہ کتنا ہی علامہ، کتنا ہی دانشمند اور کتنا ہی قرآن و اسلام کی خدمت کا مدعی ہو وہ ناقابلِ التفات ہے۔

Marfat.com

رسول مبعوث کرنے کا مقصد

اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کو اپنی کتاب کی تفسیر و توضیح کا منصب تفویض کیا اور اس کے ساتھ اپنی تمام مخلوقات کو نہایت ہی کھلے الفاظ میں یہ بھی حکم دیا مرا رسول جو کچھ کہے، بلاچوں وچرا اسے تسلیم کریں اور اس کی اطاعت و فرمانبرداری میں ذرا بھر تساہل نہ برتیں۔ کیونکہ رسول مبعوث کرنے کا مقصد ہی صرف یہ ہے کہ اس کی اطاعت کی جائے اور اس کا ہر حکم مانا جائے۔ ارشاد ہے:

وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا لِيُطَاعَ بِاِذْنِ اللّٰهِ (النساء ۶۴)

اور ہم نے کوئی رسول نہیں بھیجا مگر اسی لئے کہ اس کی فرمانبرداری کی جائے اللہ کے حکم سے۔

اب اگر رسول کی اطاعت سے روگردانی کی جائے اور قرآن کی اس تفسیر اور بیان کو ناقابلِ عمل سمجھا جائے تو اس سے یہ لازم آتا ہے کہ قرآنِ کریم کی صدہا آیتیں ساقط الاعتبار اور منسوخ ہو چکی ہیں اور اب وہ اس لائق نہیں کہ ان کی پابندی کی جائے۔ لیکن ایسا کہنے کی جرأت تو کوئی مسلمان بھی نہیں کر سکتا اس لئے ہم قرآن کو اللہ تعالیٰ کی کتاب ماننے کے بعد مجبور ہیں کہ اطاعتِ رسول سے اعراض نہ کریں اور اپنی طرف سے ہر ممکن کوشش کریں کہ ہماری شخصی اور اجتماعی زندگی اپنے ہادی و مرشد کے ارشادات کے سانچے میں ڈھلی ہوئی ہو۔

Marfat.com

کسی مسلمان فرد، قوم، حکومت یا حکومتِ اسلامیہ کے مقرر کیئے ہوئے کسی کمیشن اور قانون ساز ادارہ کو اس امر کا اختیار نہیں کہ وہ اللہ تعالیٰ کے رسولِ مکرم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ارشاد کو نظر انداز کر کے اپنے لیے کوئی راہِ عمل تجویز کرے۔ مسلمان ہوتے ہوتے اطاعتِ رسول کے بغیر کوئی چارہ کار نہیں۔ ایک طرف ہم سچے مسلمان ہونے کے بلند بانگ دعوے کرتے ہیں اور دوسری طرف ادنیٰ سے فائدہ کے لیے ہم احکامِ اسلام کو بڑی آسانی سے پسِ پشت ڈال دیتے ہیں۔ ہماری اس دوغلی روش کے باعث اسلام رسوا ہو رہا ہے اور ہم اس چشمۂ فیض سے فیضیاب نہیں ہو رہے بلکہ دوسروں کی محرومی کا باعث بن رہے ہیں۔

(ضیاء القرآن جلد چہارم صفحہ ۵۹)

○

مَدِینَۃُ العِلم جَامِعَہ مُجَدِّدِیَہ

نور آباد ــــــ فتح گڑھ ــــــ سیالکوٹ

سلسلہ اشاعت نمبر ۴